



سوال

(271) عدالتی نکاح وہ بھی جبری طور پر

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میری بچی جس کی عمر تقریباً ۸ سال ہے۔ اس کو زبردستی اغوا کر لیا ہے جو کہ بڑا اثر سوخ والا ہے اور اس نے عدالت میں جا کر میری بچی سے عدالتی نکاح کر لیا ہے جب کہ میں اس چیز کو بہت برا سمجھتا ہوں۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں کیوں کہ میں بچی کا کسی اور جگہ نکاح کرنا چاہتا ہوں۔

(سائل چک نمبر ۱۰ بولہ گڑھی ڈاکخانہ حسین خان والا تحصیل چوئیاں ضلع قصور)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

!قرآن مجید میں ہے (قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْكُمْ مِنْ زَوْجٍ حَكِيمٍ) ہمیں معلوم ہے کہ ہم نے ان پر ان کی ازواج کے بارے میں کیا فرض کیا ہے؟ (سورۃ الاحزاب ۳۳ آیت نمبر ۵۰)

اور اس سے پہلے یہ الفاظ ہیں کہ اگر مؤمنہ مومن عورت اپنا نفس نبی علیہ السلام پر بہہ کرے تو یہ آپ کے لئے خاص حکم اور اجازت ہے دوسرے مومنین کو یہ اجازت نہ ہے۔ اس سیاق کی بناء پر اس آیت کی تفسیر میں ابن عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل علم کا کہنا ہے کہ زوجیت کے لئے ولی کا ہونا فرض ہے

(ملاحظہ ہو: تفسیر فتح القدر آیت متعلقہ: ج ۲ ص ۲۹۰)

ا: حدیث شریف میں ہے لَانْكَاحِ الْاَبُولَى "ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا" یہ حدیث حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے وارد ہے جو کہ مسند احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے اور آخری دونوں محدثین اسے صحیح بھی کہتے ہیں۔

ب: دوسری حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے جو کہ مسند احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی مع التحسین، ابن حبان، حاکم اور ابوعوانہ سے ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے۔ اگر دخول کر لے تو اسے حق مہر اس وجہ سے دینا ہوگا کہ اس نے اس کی شرمگاہ کو استعمال کیا ہے۔ اگر جھگڑا ہو جائے تو سلطان اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں۔

(اس حدیث کو محدث زماں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صحیح احادیث میں شمار کیا ہے)



امام حاکم کا کہنا ہے کہ اس مسئلہ میں نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات حضرت عائشہ، ام سلمہ اور زینب بنت جحش رضی اللہ عنہم سے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہما سے روایات و اقوال ملتے ہیں جن کی تعداد مجموعی تیس ہے۔

(ملاحظہ ہو (الروضۃ الندیۃ: ج ۲ ص ۱۱)

ان احادیث صحیحہ و اقوال مرویہ اور تفسیر آیت صریحہ کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ نکاح میں حق اول ولی کا ہے اور ولایت میں باپ کو سب سے اولین حیثیت حاصل ہے۔ مصنف عبدالرزاق و مصنف ابن شیبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا واقعہ ملتا ہے کہ کوئی لڑکی اپنے ولی سے اختلاف کر کے عدالت میں چلی گئی تو انہوں نے قاضی کو تاکید کی کہ باپ سے کہو کہ جہاں لڑکی چاہتی ہے وہاں نکاح کیا جائے اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ اس کا حق ولایت ختم کر کے قاضی خود نکاح کر دے یا اجازت دے دے۔

(ملاحظہ ہو ابن ابی شیبہ: ج ۲، ص ۱۷۱) معلوم ہوا کہ عدالت بھی باپ کے حق کو اولین اہمیت دے گی اگر ثابت ہو جائے کہ باپ کی زیادتی تھی تو پھر عدالت اپنا اختیار استعمال کرے گی رسول اللہ ﷺ سے دو واقعات احادیث میں ملتے ہیں۔ جن میں ایک بیوہ کا ہے جس کے باپ نے شوہر کے شہید ہو جانے کے بعد لڑکی کا نکاح اپنے خاندان میں کر دیا اور یتیم بچوں کے بچا کو رد کر دیا وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گئی۔ آپ نے باپ کو بلایا اور استفسار فرمایا، اس نے جواب دیا کہ میں نے اس کے لئے بہتری میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اس کو مجبور کیا تھا؟ کہنے لگا ہاں۔ فرمایا: تیرا نکاح ختم ہوا!

اسے کہا جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔ یہ واقعہ مختلف کتابوں میں جمع کیا گیا ہے۔ موطا امام مالک اور ابن ابی شیبہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ دوسرا واقعہ ایک کنواری لڑکی کا ہے اس میں رسول اللہ ﷺ نے ولی کو بلایا اور لڑکی کو اختیار دے دیا تاہم لڑکی نے باپ کا فیصلی مجال رکھا۔ (۱: مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۳، ص ۱۳۸، ۱۳۷) حسن بصری رحمہ اللہ کا فیصلہ:

جب ولی اور عورت کا اختلاف ہو تو سلطان دیکھے کہ اگر ولی تنگ کر رہا ہو تو نکاح کر دے، ورنہ اس کا معاملہ ولی کے سپرد دے۔ (۲: مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳، ص ۱۳۱)

قاضی شریح کا فیصلہ: ایک عورت قاضی کے پاس اپنی ماں اور بچا کے ساتھ آئی، ماں کسی جگہ نکاح پڑھانے پر زور دے رہی تھی لیکن بچا کسی دوسری جگہ۔ قاضی صاحب نے لڑکی کو اجازت دے دی کہ اختیار کر تو اس نے ماں کی رائے کو ترجیح دی تو قاضی صاحب نے بچا سے کہا کیا تو اجازت دیتا ہے؟ بچا نے انکار کر دیا قاضی صاحب نے کہا اس سے قبل کہ تیری اجازت ختم کر دی جائے کہنے لگا کہ نہیں بخدا نہیں میں اجازت نہیں دیتا تو قاضی صاحب نے کہا کہ جا لڑکی چلی جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔ (حوالہ مذکورہ) تو معلوم ہوا کہ قاضی کے فیصلہ کی حیثیت باپ کے غلط اقدام کی بنا پر ہوتی ہے۔

صورت مسئلہ میں باپ کے متعلق اگر تحقیق ہو چکی تھی کہ وہ بلا وجہ لڑکی پر زور دے رہا ہے تو اس کا اختیار عدالت ختم کر سکتی ہے، ورنہ اگر لڑکی بھی باپ کی رضا کے مطابق تھی مگر حالات کے پیش نظر اس نے سمجھوتہ کر لیا ہو تو فی الواقعہ اس پر جبر ہوا ہے تو لڑکی کے باپ کا حق ولایت ختم نہیں ہو جاتا اور لڑکی پر بھی جبر نہیں ہو سکتا۔

دوسرا نقطہ یہاں اجنبی مرد و عورت کا شرعی اجازت نکاح کے بغیر گھر سے اور معاشرہ کی نظروں سے انخوا کا ہے۔ ہماری زبان میں انخوا اور غضب میں لوگ فرق نہیں کرتے، اس لیے دونوں صورتوں میں مرد کو تعزیر ضروری ہے۔ ہاں اگر قصہ غضب کا ہے تو لڑکی سزا سے بچ سکتی ہے ورنہ اسے بھی تعزیر لگے گی۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب



ج 1 ص 690

محدث فتویٰ